بِسۡمِ اللّٰہِ

پیغامِ صلح انٹرنیشنل

نومبر ۲۰۲۰ء
ربیع الاوّل / ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ

عالمگیر مرکز احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ترجمان۔

ہمارے عقائد

حضرت محمد مصطفی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، نہ نیا نہ پُرانا
قرآن کی کسی آیت کی نہ تلاوت منسوخ ہے اور نہ حکم
حضرت مرزا غلام احمدؒ وہ مجدد تھے، جن کی پیشگوئی نبی کریمؐ نے مسیح و مہدی کے القاب سے کی۔

مدیران
شاہد عزیز
مسز سمیرا احمد
ارشد علوی

فہرست مضامین

۱: کلام امام اِحصان یا عِفّت کی فلاسفی (اسلامی اصول کی فلاسفی قسط۔12)	۲
۲: خطبہ نکاح خطبہ مولانا محمد علیؒ	۴
۳:۔ داتا نعمتیں دیئے ہی جا رہا ہے۔ کلامِ گورونانک پوڑی نمبر۳ بقیہ۔	۷
۴: کلامِ علوی خراجِ عقیدت۔۔ مولانا صدر الدینؒ و	۷
ڈاکٹر سعید احمدؒ	۸

حضرت مسیح موعود نے فرمایا

مردم شماری کے فارم میں لکھو ’مسلمان فرقہ احمدیہ‘۔

- ’مجھے چھوڑ کر تم کون سا اسلام پیش کرو گے۔‘‘

غیر از جماعت امام اگر کلمہ گو کو کافر کہنے والے کے کافر ہونے کا اعلان کرئے تو اُس کے پیچھے نماز ادا کرو۔

- احمدی کے لئے لازمی ہے کہ ہر ماہ چندہ دے۔

جو شخص تین ماہ تک چندہ نہیں دیتا وہ جماعت سے خارج ہے۔
ہر احمدی کے لئے اپنی وصیت میں جماعت کے لئے ایک حصہ چھوڑنا لازمی ہے۔

نشریات

وقت بمطابق برطانوی ٹائم

Radio Virtual Mosque on http://mixlr.com/radio-virtual-mosque

Youtube: shorturl.at/foF02

پروگرام واوقات

اتوار – اردو ۰۹:۰۰ انگریزی ۰۹:۳۰

جمعہ – انگریزی ۱۳:۰۰

عیدین – انگریزی ۱۱:۰۰

پیر سے جمعرات

ریڈیو نشریات

۱۹۰۰ – تدبر القرآن اردو

۱۹۳۰ – Reflections in the Holy Quran انگریزی

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام
ای میل: Imam@LACommunity.uk

وقت تھا، وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت
میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا۔

کلام امام
از حضرت مرزا غلام احمدؒ

اسلامی اصول کی فلاسفی (قسط۔۱۲)

مُرتّب:۔ ارشد علوی

حضرت مسیح موعودؑ اسلامی اصول کی فلاسفی میں فرماتے ہیں۔

عورتوں کے پردہ کرنے کا طریقہ

اوراپنے ستر کی جگہ کو پردہ میں رکھیں۔ اوراپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیر محرم پر نہ کھولیں اوراپنی اوڑھنی کو اس طرح سَر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سَر پر آجائے یعنی گریبان اوردونوں کان اور سَر اور کنپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں اور اپنے پیروں کو زمین پر ناچنے والوں کی طرح نہ ماریں۔ یہ وہ تدبیر ہے کہ جس کی پابندی ٹھوکر سے بچا سکتی ہے۔ اور دوسرا طریق بچنے کے لئے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اوراس سے دُعا کریں تا ٹھوکر سے بچاوے اور لغزشوں سے نجات دے۔ زنا کے قریب مت جاؤ یعنی ایسی تقریبوں سے دُور رہو جن سے یہ خیال بھی دِل میں پیدا ہو سکتا ہو اوران راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے اس گناہ کے وقُوع کا اندیشہ ہو۔ جو زنا کرتا ہے وہ بدی کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ زنا کی راہ بہت بُری ہے یعنی منزلِ مقصود سے روکتی ہے اور تمہاری آخری منزل کیلئے سخت خطرناک ہے۔

اِحصان یا عِفّت کی فلاسفی

اور جس کو نکاح میسّر نہ آوے چاہئے کہ وہ اپنی عِفّت کو دُوسرے طریقوں سے بچاوے۔ مثلاً روزے رکھے یا کم کھاوے۔ یا اپنی طاقتوں سے

حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ
اور
عالمگیر جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

۱. اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان

۲. آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ:۔ ”اِس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نہیں آئے گا نیا ہو یا پُرانا“، ”جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اُسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“ ”میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہو گئی۔“

۳. قرآن اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسُوخ نہیں، نہ قیامت تک منسُوخ ہو گا۔

۴. بمُطابق فرمانِ نبوی حضرت محمدؐ کے بعد مجدّدین آئیں گے۔ اِس اُمّت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ اُن سے کلام کرے گا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونوانبیاء

۵. ہم تمام صحابہ کرامؓ اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہل سنت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہل تشیع کے اور کسی صحابی یا امام، محدث یا مجدّد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

۶. ہر ایک شخص جو لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے، خواہ اُس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔

۷. حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ مجدّد، مسیح موعود اور مہدی ہونے کا تھا۔ نبی ہونے کا ہرگز نہیں۔ اُن کے اپنے الفاظ میں: ”اور اِن لوگوں نے مجھ پر افتراء کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔“

ہمیں کسی دُنیاوی پارلیمنٹ سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ہم مسلمان ہوں یہ کافی ہے۔

تن آزار کام لے اور لوگوں نے یہ بھی طریقے نکالے ہیں کہ وہ ہمیشہ عمداً نکاح سے دست بردار رہیں یا خوجے بنیں اور کسی طریق سے رہبانیت اختیار کریں۔ مگر ہم نے انسان پر یہ حکم فرض نہیں کئے اسی لئے وہ ان بدعتوں کو پورے طور پر نبھا نہ سکے۔ خُدا کا یہ فرمانا کہ ہمارا یہ حکم نہیں کہ لوگ خوجے بنیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر خُدا کا حکم ہوتا تو سب لوگ اس حکم پر عمل کرنے کے مجاز بنتے تو اس صُورت میں بنی آدم کی قطع نسل ہو کر کبھی کا دنیا کا خاتمہ ہو جاتا۔ اور نیز اگر اسی طرح پر عِفّت حاصل کرنا تھا کہ عُضوِ مردی کو کاٹ دیں۔ تو یہ درپردہ اس صانع پر اعتراض ہے جس نے وہ عُضو بنایا اور نیز جبکہ ثواب کا تمام مدار اِس بات پر ہے کہ ایک قُوّت موجود ہو۔ اور پھر انسان خُدا تعالیٰ کا خوف کر کے اس قُوّت کے خراب جذبات کا مقابلہ کرتا ہے۔ اور اس کے منافع سے فائدہ اُٹھا کر دو طور کا ثواب حاصل کرے۔ پس ظاہر ہے کہ ایسے عُضو کے ضائع کر دینے میں دونوں ثوابوں سے محروم رہا۔ ثواب تو جذبہ مخالفانہ کے وجود اور پھر اس کے مقابلہ سے ملتا ہے۔ مگر جس میں بچہ کی طرح وہ قُوّت ہی نہیں رہی اس کو کیا ثواب ملے گا۔ کیا بچہ کو اپنی عِفّت کا ثواب مل سکتا ہے؟

پاکدامن رہنے کیلئے پانچ علاج

ان آیات میں خُدا تعالیٰ نے خُلقِ اِحصان یعنی عِفّت کے حاصل کرنے کے لئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی بلکہ انسان کو پاک دامن رہنے کے لئے پانچ علاج بھی بتلا دیئے ہیں۔

(۱)۔ اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا۔

(۲)۔ کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچانا۔

(۳)۔ نامحرموں کے قصے نہ سننا۔

(۴)۔ اور ایسی تمام تقریبوں سے جن میں اس بدفعل کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اپنے تئیں بچانا۔

(۵)۔ اگر نکاح نہ ہو تو روزہ رکھنا وغیرہ۔

اس جگہ ہم بڑے دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ اعلیٰ تعلیم ان تدبیروں کے ساتھ جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں صرف اسلام سے ہی خاص ہے اور اس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ چُونکہ انسان کی وہ طبعی حالت جو شہوات کا منبع ہے۔ جس سے انسان بغیر کسی کامل تغییر کے الگ نہیں ہو سکتا ۔یہی ہے کہ اسکے جذبات شہوت محل اور موقع پا کر جوش مارنے سے وہ نہیں رہ سکتے یا یوں کہو کہ سخت خطرہ میں پڑ جاتے ہیں اس لیئے خُدا تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم نہیں دی کہ ہم نامحرم عورتوں کو بِلا تکلّف دیکھ تو لیا کریں اور ان کی تمام زینتوں پر نظر ڈالیں ۔اور ان کے تمام انداز ناچنا وغیرہ مشاہدہ کر لیں ۔لیکن پاک نظر سے دیکھیں۔ اور نہ یہ تعلیم ہمیں دی ہے کہ ہم ان بے گانہ جوان عورتوں کا گانا بجانا سُن لیں اور اُن کے حُسن کے قصّے بھی سُنا کریں لیکن پاک خیال سے سُنیں بلکہ ہمیں تاکید ہے کہ ہم نامحرم عورتوں کو اور اُن کی زینت کی جگہ کو ہرگز نہ دیکھیں۔ نہ پاک نظر سے اور نہ ناپاک نظر سے۔ اور ان کی خوش الحانی کی آوازیں اور ان کے حسن کے قصے نہ سنیں۔ نہ پاک خیال سے اور نہ ناپاک خیال سے۔ بلکہ ہمیں چاہئے کہ ان کے سننے اور دیکھنے سے نفرت رکھیں۔ جیسا کہ مُردار سے تا ٹھوکر نہ کھاویں۔ کیونکہ ضرور ہے کہ بے قیدی کی نظروں سے کسی وقت ٹھوکریں پیش آویں۔ سو چونکہ خُدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں اس لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔ اس میں کیا شک ہے کہ بے قیدی ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے۔ اگر ہم ایک بھوکے کتُے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر اُمید رکھیں کہ اس کتّے کے دِل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ سو خُدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آئے جس سے بد خطرات جُنبش کر سکیں۔

اسلامی پردہ کی فلاسفی

اسلامی پردہ کی یہی فلاسفی اور یہی ہدایت شرعی ہے۔ خُدا کی کتاب میں پردہ سے یہ مُراد نہیں کہ فقط عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے۔ یہ ان نادانوں کا خیال ہے جن کو اسلامی طریقوں کی خبر نہیں۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ عورت مرد دونوں کو آزاد نظر اندازی اور اپنی زینتوں کے دکھانے سے روکا جائے کیونکہ اس میں دونوں مرد اور عورت کی بھلائی ہے۔ بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ خوابیدہ آنکھ سے غیر محل پر نظر ڈالنے سے اپنے تئیں بچا لینا اور دوسری جائز النظر چیزوں کو دیکھنا اس طریق کو عربی میں غَضِّ بَصَر کہتے ہیں اور ہر ایک پرہیز گار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے

پردہ سے یہ مُراد نہیں کہ فقط عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے۔ یہ ان نادانوں کا خیال ہے جن کو اسلامی طریقوں کی خبر نہیں۔

۔اس کو نہیں چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بے محابا نظر اٹھا کر دیکھ لیا کرے بلکہ اس کیلئے اس تمدّنی زندگی میں غضِّ بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مُبارک عادت ہے جس سے اس کی یہ طبعی حالت ایک بھاری خُلق کے رنگ میں آجائے گی اور اس کی تمدّنی ضرورت میں بھی فرق نہیں پڑے گا۔ یہی وہ خُلق ہے جس کو اِحصان اور عفّت کہتے ہیں۔

دُوسرا خُلق امانت و دیانت

دُوسری قِسم ترکِ شرّ کے اقسام میں سے وہ ہے جس کو عربی میں امانت و دیانت کہتے ہیں۔ یعنی دوسرے کے مال پر شرارت اور بدنیتی سے قبضہ کرکے اس کو اِیذا پہنچانے پر راضی نہ ہونا۔ سو واضح ہو کہ دیانت اور امانت انسان کی طبعی حالتوں میں سے ایک حالت ہے۔ اِسی واسطے ایک بچہ شِیر خوار بھی جو بوجہ اپنی کم سِنی اپنی طبعی سادگی پر ہوتا ہے اور نیز بباعث صِغر سِنی ابھی بُری عادتوں کا عادی نہیں ہوتا۔ اس قدر غیر کی چیز سے نفرت رکھتا ہے کہ غیر عورت کا دودھ بھی مشکل سے پیتا ہے۔ اگر بے ہوشی کے زمانہ میں کوئی اور دایہ مقرر نہ ہو تو ہوش کے زمانہ میں اس کو دُوسرے کا دودھ پلانا نہایت مشکل ہو جاتا ہے اور اپنی جان پر بہت تکلیف اُٹھاتا ہے اور ممکن ہے کہ اس تکلیف سے مرنے کے قریب ہو جائے۔ مگر دوسری عورت کے دودھ سے طبعاً بیزار رہتا ہے۔ اس قدر نفرت کا کیا بھید ہے؟ بس یہی کہ وہ والدہ کو چھوڑ کر غیر کی چیز کی طرف رجوع کرنے سے طبعاً متنفّر ہے۔ اب ہم جب ایک گہری نظر سے بچہ کی اس عادت کو دیکھتے اور اس پر غور کرتے ہیں اور فکر کرتے کرتے اس کی اس عادت کی تہ تک چلے جاتے ہیں تو ہم پر صاف کُھل جاتا ہے کہ یہ عادت جو غیر کی چیز سے اس قدر نفرت کرتا کہ اپنے اُوپر مصیبت ڈال لیتا ہے۔ یہی جڑ دیانت اور امانت کی ہے اور دیانت کے خُلق میں کوئی شخص راستباز نہیں ٹھہر سکتا جب تک بچہ کی طرح غیر کے مال کے بارے میں بھی سچّی نفرت اور کراہت اس کے دل میں پیدا نہ ہو جائے لیکن بچہ اس عادت کو اپنے محل پر استعمال نہیں کر سکتا اور اپنی بیوقوفی کے سبب سے بہت کچھ تکلیفیں اُٹھالیتا ہے لہٰذا اس کی یہ عادت صِرف ایک حالتِ طبعی ہے جس کو وہ بے اختیار ظاہر کرتا ہے اِس لیئے وہ حرکت اُس کے کے خُلق میں داخل نہیں ہوسکتی گو انسانی سرِشت میں اصل جڑھ خُلق دیانت اور امانت کی وہی ہے جیسا کہ بچہ اس غیر معقول حرکت سے متدین اور امین نہیں کہلا سکتا۔ ایسا ہی وہ شخص بھی اس خُلق سے متصف نہیں ہو سکتا۔ جو اس طبعی حالت کو محل پر استعمال نہیں کرتا۔

(فہرست مضامین)

(مذکورہ خطبہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی صاحبزادی اور عبد الّطیف خاں صاحب خلف مولانا مولوی غلام حسن خاں صاحب کے نکاح کے موقعہ پر ۸ نومبر ۱۹۲۸ء کی شام کو دیا۔ مدیر۔ پیغام صلح ۲۳ نومبر ۱۹۲۸ء)

مسلمانوں کی تباہی اسراف و تبذیر میں

حضرت مولانا محمد علیؒ

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد مندرجہ ذیل آیات تلاوت کیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔(۳:۱۰۲)

ترجمہ: ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کا تقوٰی کرو۔ جیسا کہ اس کے تقوٰے کا حق ہے، اور تم نہ مرو مگر ایسی حالت میں کہ تم فرماں بردار ہو۔“

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۔(۴:۱)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے لوگو! اپنے ربّ کا تقوٰی اختیار کرو، جس نے تم کو ایک ہی اصل سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا۔ اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں، اور اللہ کے (حقوق کی) جس کے ذریعہ سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو، اور رحموں کی نگہداشت کرو، اللہ تم پر نگہبان ہے۔“ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ (۳۳:۷۲-۷۳)

اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے انکار کیا کہ اس کا بوجھ اُٹھائیں اور اس سے ڈرے اور انسان نے اس کا بوجھ اُٹھالیا۔ وہ بڑا ظلم کرنے والا بڑا جاہل ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مُشرک مردوں اور مُشرک عورتوں کو سزا دے اور (تاکہ) اللہ تعالیٰ مومن مردوں اور مومن

عورتوں پر رجوع برحمت کرے۔ اور اللہ تعالیٰ مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

اور پھر آپؑ نے فرمایا کہ نکاح کے موقعہ پر جو خطبہ حضرت نبی کریم ﷺ سے مروی ہے، وہ انہی آیات پر مشتمل ہے۔ مشترک بات، جو ان آیات میں بیان ہوئی ہے، وہ ایک ہی لفظ ہے۔ اِتَّقُوا اللہَ۔ جس کے معنے کئے جاتے ہیں "اللہ سے ڈرو"۔ مگر حقیقتاً عربی زبان میں اس کے معنے ہیں وہ حقوق اور وہ ذمہ داریاں، جو انسان پر عائد ہوں، ان کی پورے طور پر نگہداشت کرنا اور ان کو ادا کرنا۔ اسلام چونکہ زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہے، اس لئے کچھ نہ کچھ حقوق اور ذمہ داریاں قرآن کریم نے زندگی کے ہر موقعہ کے لئے بیان کی ہیں۔ اور یا نبی کریم ﷺ کے اقوال میں موجود ہیں۔ تو اللہ کے تقویٰ کا وعظ کرنا ان حقوق کو یاد دلا دینا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے انسان پر عائد کئے ہیں۔

مسلمانوں کی مسرفانہ رسوم

بیاہ اور شادی کے موقعہ پر بیان کرنے کے قابل جو باتیں ہیں، ان میں خاص طور پر مسلمانوں کی آج کل کی وہ مسرفانہ رسوم ہیں، جو انہوں نے ایسے مواقع کے لئے مخصوص کر رکھی ہیں۔ آج کل اس موقعہ کو کچھ نہ کچھ اسراف کا محل بنالیا گیا ہے۔ اگر مسلمان قوم کے مالی مصائب کی وجہ تلاش کی جائے، تو اس کی ایک بڑی وجہ شادیوں پر اسراف ہے۔ ہزاروں لوگ اسی طرح برباد ہوگئے۔ شادیوں میں اس قدر بڑھا چڑھا کر خرچ کیا جاتا ہے، کہ وہ بربادی کا موجب ہو جاتا ہے۔ ہر شخص کے مدنظر یہی ہوتا ہے کہ برادری میں وہ کسی سے کم نہ رہے۔ بلکہ سب سے بڑھ جائے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بجائے اس کے کہ یہ موقعہ خوشی کا موجب ہو، بربادی کی صورت بن جاتا ہے۔ وہ جوڑا جس کے لئے یہ سب کچھ کیا جاتا ہے، بجائے اس کے کہ یہ موقعہ اس کے لئے راحت کا باعث ہو، ہمیشہ کے لئے وہ دکھ اور عذاب میں گرفتار ہو جاتا ہے۔

بڑوں کو نمونہ بننے کی ضرورت

کسی شخص کو خُدا نے زیادہ دیا ہے۔ بلاشبہ اسے اپنی حیثیت کے لحاظ سے ایسے موقعہ پر زیادہ خرچ کرنا چاہئے۔ لیکن عام حالت یہ ہے کہ غریب سے غریب بھی نہیں چاہتا کہ وہ کسی امیر سے پیچھے رہ جائے، اور برادری میں اپنے آپ کو بڑھ چڑھ کر نہ دکھائے۔ اس بات نے قوم کو تباہ کر دیا ہے۔ اس لئے قوم کو اس تباہی سے نکالنے کے لئے ضرورت ہے کہ جو بڑے ہیں، وہ نمونہ قائم کریں۔ اور ایسے مواقع پر سادگی کا طریقہ اختیار کریں۔ اس میں شک نہیں، کہ مالدار کے لئے تو دس بیس ہزار تک خرچ کرنا بھی کچھ مشکل نہیں۔ لیکن اس کا یہ طریق دوسروں کی تباہی اور ہلاکت کا موجب ہوتا ہے۔ اگر وہ اس موقعہ پر تھوڑا سا سادگی کا نمونہ دکھاتا ہے، تو یہ قوم کے لئے بہت بڑے فائدہ کا موجب ہو گا۔ مجھے بالخصوص آج کے اس موقعہ کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے۔ یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ سادگی موجب خوشی نہیں ہوتی۔ سادگی بھی اپنے اندر ایک شان رکھتی ہے۔ علاوہ اس کے کہ میرے دو عزیز دوستوں کے لڑکے اور لڑکی کی شادی کی تقریب ہے۔ جو بہر حال موجب خوشی ہے۔ جو اثر میرے دل پر ہے، وہ یہ ہے کہ کس قدر سادگی سے یہ کام ہُوا ہے!

اس لئے پہلی بات اپنی قوم کو مالی مصائب سے بچانے کے لئے یہ ہے کہ وہ لوگ، جن کا اثر اپنی برادریوں پر ہے، وہ اس موقعہ پر سادگی کا طریق اختیار کریں۔ اور ایسا نمونہ ان کے سامنے رکھیں، جو انہیں تباہی اور بربادی کے گڑھے میں گرنے سے بچائے۔

رسم ورواج اور قرآن کریم

دوسری بات جو میں کہنی چاہتا ہوں، وہ یہ ہے، کہ ہم جو رسم ورواج کا اتباع کرتے ہیں، تو ہم قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر کے ہی کرتے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ اس وقت ہم میں سے بہت کم ہیں، جن کی توجہ اس طرف ہو، کہ قرآن کو اپنی زندگیوں کا ہادی اور رہبر بنایا جائے۔ ہم جب رسم ورواج کو اختیار کرتے ہیں، تو ہمارا رہبر قرآن نہیں ہوتا، بلکہ وہ برادریاں ہوتی ہیں، جنھوں نے وہ رسوم شروع کیں!

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ

شان کو اگر دیکھا جائے، تو ضروری نہیں، کہ رسم ورواج ہی میں کوئی بڑی شان ہو۔ میں نہیں سمجھتا کہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کی شادیوں میں کوئی شان نظر نہیں آتی۔ آپؐ کی سادگی میں بھی ایک شان پائی جاتی ہے۔ یہ نہیں، کہ آپؐ کے پاس روپیہ نہیں تھا۔ روپیہ آپؐ کے پاس بہت آتا تھا۔ اور یہ قرآن میں آچکا تھا، کہ اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسولؐ کے لئے ہے۔ اس لئے اگر آپؐ چاہتے، تو اس روپے سے بہت فائدہ اٹھاسکتے تھے۔ اور شادی بیاہ پر بہت کچھ خرچ کر سکتے تھے۔ لیکن لکھا ہے، کہ آپؐ نے ایک یہودی رئیس کی لڑکی صفیہؓ سے شادی کی۔ یہودی تو بڑی امیر قوم

ہے۔ ایسی قوم کے ایک رئیس کی لڑکی سے شادی کرتے ہوئے آپؐ جس قدر امیرانہ شان دکھاتے، بجا تھا۔ لیکن آپؐ کیا کرتے ہیں! دعوت ولیمہ ہوتی ہے۔ تمام دوستوں سے کہتے ہیں کہ اپنا اپنا کھانا گھروں سے لے آئیں اور مل کر بیٹھ کر کھالیں۔ غور کیجئے! لوگ نبی کریمؐ پر الزام لگاتے ہیں، کہ آپؐ دُنیادار تھے! کیا یہ دُنیاداروں کے کام ہیں! یہ نمونے اس غرض سے آپؐ نے قائم کئے کہ آپ کے پیرئوں کے لئے کوئی تکلیف کا موقعہ باقی نہ رہ جائے۔ یہ ممکن ہے کہ ہم اس کامل درجہ کے نمونے پر چل نہ سکیں، لیکن قوم کو بچانے کے لئے ایک نہ ایک حد تک سادگی کا طریق اختیار کر سکتے ہیں۔

عورتوں کے حقوق مردوں پر

اس کے علاوہ ایک بات، جس کا اس موقعہ سے تعلق ہے، یہ ہے کہ اسلام نے عورت اور مرد میں حقوق کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں رکھا۔ یعنی یوں نہیں کہ مردوں کے حقوق عورتوں پر ہوں، اور عورتوں کے مردوں پر نہ ہوں۔ صاف طور پر تعلیم دی ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ (۲۲۸:۲) عورتوں کے ویسے ہی حقوق مردوں پر ہیں، جیسے مردوں کے عورتوں پر ہیں۔ پھر فرمایا وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (۱۹:۴) ان سے نیکی اور حسن سلوک کا برتاؤ کرو۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بڑے عجیب مختصر الفاظ ہیں خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے، جو اپنی بیوی بچوں کے ساتھ بہترین برتاؤ کرتا ہے۔

ازدواجی زندگی سے اخلاقی سبق

فی الحقیقت غور کیا جائے، تو ازدواجی زندگی میں اخلاق کا بڑا بھاری سبق ہے۔ جب انسان شادی کرتا ہے، تو اس کے مال میں اور اس کی راحت میں ایک دوسرا آدمی شریک ہو جاتا ہے۔ ایثار کا پہلا سبق شادی میں انسان سیکھتا ہے، کہ اپنے کمائے ہوئے مال اور رنج وراحت میں دوسرے کو شریک کر لیتا ہے۔ جماعت و قوم کے بننے میں بڑی بھاری رکاوٹ کیا پیش آتی ہے؟ یہی بھاری مصیبت ہے، کہ ہر شخص اپنے پر خرچ کرنا ضروری سمجھتا ہے، اور دوسرے پر خرچ نہیں کر سکتا۔ ازدواجی زندگی دراصل ہمارے لئے سبق ہے، کہ کس طرح ہمیں اپنی جماعت و قوم کو اپنا حصہ سمجھنا چاہئے۔ مسلمانوں میں اگر کمی ہے، تو یہی ہے کہ اپنی قوم پر اپنا مال اور وقت خرچ نہیں کر سکتے۔ ایک ہندو اپنی قوم کے ادنیٰ سے ادنیٰ دکھ کے لئے مصیبت اُٹھانے کو تیار ہے۔ لیکن مسلمان قوم کی بڑی سے بڑی مصیبت کے لئے بھی قربانی نہیں کر سکتے!

قوم کی خدمت کی ضرورت

اس طرف ان لوگوں کی توجہ کی ضرورت ہے، جو قوم میں بڑے کہلاتے ہیں۔ اپنی قوم کی خدمت کے لئے جب تک بڑے لوگ تکلیف نہ اٹھائیں گے، اپنا مال خرچ نہ کریں گے، اس وقت تک قوم نہیں بن سکتی۔ قوم کی ذلت اور عزت کے ساتھ ہی بڑوں کی ذلت اور عزت وابستہ ہے۔ جو قوم ذلیل ہو، اس کے بڑے خواہ کتنے ہی ذی عزت اور دولتمند کیوں نہ ہوں، ایک ذلیل قوم کے ہی افراد سمجھے جائیں گے!

خوب یاد رکھئیے! کہ جب تک قوم ذلیل ہے، مَیں دولتمند ہو کر بڑا نہیں بن سکتا۔ اس وقت ان باتوں کا موقعہ تو نہیں، لیکن حالات کے لحاظ سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری قوم نہ صرف ذِلت کی طرف جا رہی ہے، بلکہ مر رہی ہے۔ میں اس وقت نماز کے متعلق، روزے کے متعلق، حج اور زکوٰۃ کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔ ایک ہی بات کہتا ہوں۔ کہ کسی نہ کسی رنگ میں اپنے آپ کو قوم کی خدمت میں لگائو۔ جس شخص کو قوم کی خدمت کی طرف توجہ نہیں، اس کی بڑائی اور عزت کسی کام کی نہیں!

عورتوں کے لئے کام کرنا گناہ نہیں

مَیں عورتوں کے حقوق کا ذکر کر رہا تھا۔ کہ اسلام نے عورتوں کو بھی حقوق دیئے ہیں، جیسے مردوں کو دیئے ہیں۔ اس نے روکا نہیں، کہ عورتیں کاروبار کے لئے باہر نکلیں۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ عورتیں میدان جنگ میں جایا کرتی تھیں۔ زخمیوں کو وہ اُٹھاتیں، ان کی خدمت کرتیں اور مرہم پٹی کرتی تھیں۔ عورتیں مزدوری کرتی تھیں۔ محنت اور مزدوری عورت یا مرد کے لئے کوئی گناہ نہیں۔ ہمارے نبی کرم ﷺ نے تو اتنا کمال کیا، کہ اپنے ہاتھ سے سب کام کر لیتے تھے۔ کپڑا پھٹا، تو اپنے ہاتھ سے سی لیا۔ جوتی اپنے ہاتھ سے مرمت کر لی۔ گھر کے برتن خود صاف کر دیئے۔ ہمسایہ عورتوں کے سودے لے آیا کرتے تھے۔ کپڑے اپنے دھو لیتے تھے۔ یہ تمام نمونے اس لئے قائم کئے کہ جولاہے، درزی اور مزدور کا کام ذلیل کام نہ سمجھا جائے۔ اور ہر کام کرنے والے کو یہ فخر ہو کہ اس کے ہادی اور رہبر ﷺ نے بھی یہ کام کیا ہے۔ ہر موقعہ و محل پر آپؐ کی ذات میں ہمیں نمونہ ملتا ہے۔ اس لئے تمام مواقع پر ہمیں دیکھنا چاہئے کہ آپؐ کا نمونہ کیا ہے اور اس کی ابتداء کرنا چاہئے۔ (فہرست مضامین)

کلامِ گورو نانک۔

۔پوڑی نمبر ۳ بقیہ

اس کے وصف کروڑوں لوگوں نے بے شمار دفعہ بیان کیے ہیں لیکن اس کی صفات پوری طرح بیان نہیں ہو پاتیں۔ داتا نعمتیں دیے ہی جا رہا ہے اور لینے والے اس کی عطا کردہ نعمتیں حاصل کرتے تھک جاتے ہیں۔ کردگارِ مطلق اپنے حکم کے مطابق ہی سب کو راہ پر چلاتا ہے۔ گورو نانک دیو فرماتے ہیں کہ اس کی ذات سرورِ محض اور بے پرواہ ہے۔

ਕਥਨਾ ਕਥੀ ਨ ਆਵੈ ਤੋਟਿ ॥
ਕਥਿ ਕਥਿ ਕਥੀ ਕੋਟੀ ਕੋਟਿ ਕੋਟਿ ॥
ਦੇਦਾ ਦੇ ਲੈਦੇ ਥਕਿ ਪਾਹਿ ॥
ਜੁਗਾ ਜੁਗੰਤਰਿ ਖਾਹੀ ਖਾਹਿ ॥
ਹੁਕਮੀ ਹੁਕਮੁ ਚਲਾਏ ਰਾਹੁ ॥
ਨਾਨਕ ਵਿਗਸੈ ਵੇਪਰਵਾਹੁ ॥ ੩ ॥

کتھنا کتھی نہ آوے توٹِ
کِتھ کِتھ کتھی کوٹی کوٹِ کوٹِ
دیدا دے لیدے تھکِ پاہِ
جُگا جُگنتر کھاہی کھاہِ!
حُکمی حُکمُ چلائے راہُ!
نانک وِگسے ویپرواہُ ۔۳۔

(فہرست مضامین)

حضرت مولانا صدر الدینؒ

بر موقعہ دورہ جات جزائر غرب الہند اور یورپ

چمن کی موجہ نکہت بدوش رقصاں ہے۔
تبسم کناں ہے، شاد شاداں ہے
نگاہِ شوق ہر سمت جلوہ ساماں ہے۔ امیر قوم!
تیری قوم، تجھ پہ نازاں ہے

برلن مسجد تعمیر شدہ حضرت مولانا صدر الدین

جہاں میں ملت بیضا کی برتری کر دی۔ مسیحِ وقت کی تُو نے نشان دہی کر دی۔ کہاں سے لائے کوئی تیری ہمتوں کا جواب۔ مجال کس کی کرے تیری جراتوں کا حساب اُٹھا دیا ہے رُخِ دیں سے نفرتوں کا حجاب۔ خوشا یہ جوشِ خطابت، خوشا یہ طرزِ خطاب حدودِ شوق سے بالا ہیں تیرے فہم و شعور۔ مٹا دیا دل دشمن سے کثرتوں کا غرور فروغِ دیں کا ہوا جس جگہ بھی تجھ کو گماں۔ ہوا کے دوش پہ پہنچا ہے تُو کہاں سے کہاں نشانِ منزل نصرتِ امیرِ راہِ رواں۔ سپہرِ علم و فراست کے تُم ہو ماہِ جواں خُدا کرے یہ سفر ہو نجاتوں کا حصول۔ ہو ترے دم سے جماعت پہ رحمتوں کا نزول کٹھن تھی راہ، فروزاں اگرچہ منزل تھی۔ تجھے رفاقتِ فاروق بھی تو حاصل تھی ادھر دُعائے مسیحا بھی جو شامل تھی۔ ادھر بھی گرمئ ایماں، دلوں کا حاصل تھی طفیل نے جو اُتاری تھی اُن کے سینوں میں۔ اُچھل پڑی تیرے جانے سے آبگینوں میں امامِ وقت کی یہ جانشین جماعت ہے۔ علی و خواجہ مرحوم کی امانت ہے نہ اب حسین، یعقوب ہے، نہ رحمت ہے۔ تیرا وجود ہمارے لئے غنیمت ہے۔

تیرے وجود سے ہر دل میں اک اُجالا ہو۔ جہاں میں حضرتِ اقدس کا بول بالا ہو۔

Wilmersdorf

Berlins erste Moschee öffnet auch für Nicht-Muslime – und prominente Besucher

SONNABEND, 23. MÄRZ 1929

Seit einem Jahr nun erfreut der Anblick dieses exotischen, prächtigen Baus die Augen der Berliner. Die Rede ist natürlich von der Wilmers-

(فہرست مضامین)

حضرت ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب

دورہ جات سے وطن واپسی

۲۸ نومبر ۱۹۷۶

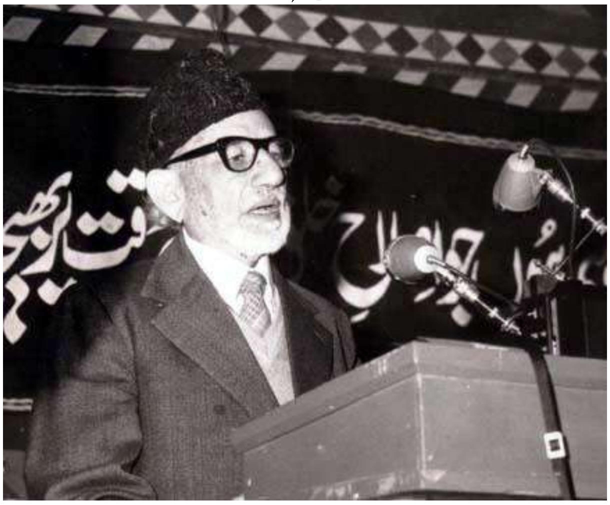

یاس و غم۔ بے بس ولاچار نظر آتے ہیں۔ زندگی بخش کچھ آثار نظر آتے ہیں
ولولے شوق جو بیکار نظر آتے ہیں۔ اب وہی مونس و غمخوار نظر آتے ہیں
اک خُدا ترس، خود آگاہ مجاہد کے طفیل۔ چند بُوٹے تھے جو گلزار نظر آتے ہیں
اس کی ہمت ہے کہ سہمے ہوئے اب چند نفوس۔ شاملِ زمرۂ ابرار نظر آتے ہیں
مدتوں حق کے لیئے بر سرِ پیکار تھے جو۔ اب بھی وہ بر سرِ پیکار نظر آتے ہیں۔

مفتیٔ شہر نے جنہیں کافر و ملحد سمجھا۔ دیں کے وہ قافلہ سار نظر آتے ہیں

ہیں تیری نیم شبی آہِ رسا کے اثرات۔ جو بھی غافل تھے وہ بیدار نظر آتے ہیں
تیری فطرت میں سعادت ہے تُو ہے خود بھی سعید۔ تیری نسبت ہی سے ہم انوار نظر آتے ہیں
نونہالانِ چمن، خیر ہو رکھوالے کی۔ نخلِ اُمید کے اشجار نظر آتے ہیں

(کلامِ علوی)(فہرست مضامین)

حضرت ڈاکٹر سعید احمد خانؒ (درمیان میں) سرینام کے صدر کے ساتھ

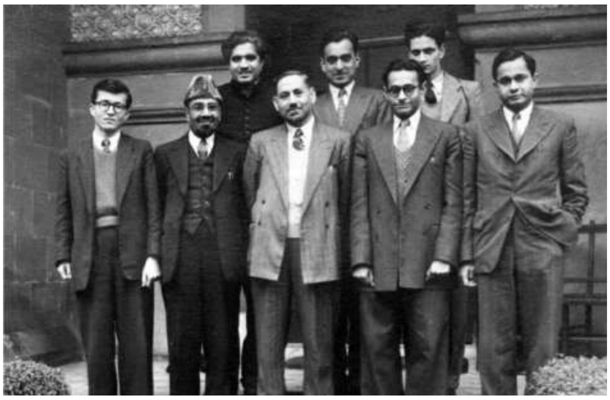

حضرت ڈاکٹر سعید احمد خانؒ (درمیان میں) ووکنگ ۱۹۵۱

پچھلی صف میں مولانا محمد طفیل (بائیں طرف)

مسجد پاراماریبو سرینام جس کی رسم افتتاح حضرت ڈاکٹر سعید احمد خاںؒ نے کی

اس مسجد میں ٹورسٹ بھی آتے ہیں جنہیں تبلیغ کی جاتی ہے۔